قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

منگل 7 جنوری 2020ء | 11 جمادی الاول 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 6

ارشاد باری تعالیٰ

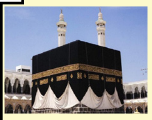

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ط اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ط وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ

(البقرہ:122)

ترجمہ: وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی درآنحالیکہ وہ اس کی ویسی ہی تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے یہی وہ لوگ ہیں جو (درحقیقت) اس پر ایمان لاتے ہیں اور جو کوئی بھی اس کا انکار کرے پس وہی ہیں جو گھاٹا پانے والے ہیں۔

فرمانِ رسول ﷺ

تلاوت قرآن سے مدارج کی بلندی

رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں:

صاحب قرآن سے (جنت میں) کہا جائے گا کہ تو قرآن پڑھ اور بلند ہوتا چلا جا۔ اور یہاں بھی اسی طرح سنوار کر اور خوبصورت آواز سے پڑھ جیسا کہ دنیا میں پڑھا کرتا تھا۔ اور جتنا تو پڑھتا چلاجائے گا اتنے تیرے مدارج بڑھتے چلے جائیں گے۔

(سنن الترمذی باب فضائل القرآن، باب فیمن قرء حرفاً من القرآن)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

قرآنی تعلیم حق اور حکمت سے پُر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’قرآنی تعلیم وہ تعلیم ہے جس کی ایک بات بھی حق اور حکمت سے باہر نہیں اور جو سراسر پاکیزگی سکھاتا ہے مگر افسوس کہ وہ لوگ اس کو تحقیر کی نظر سے دیکھتے ہیں جو ایک ذرہ ذرہ کو غیر مخلوق ہونے میں خدا کے برابر کرتے ہیں اور خدا کی نسبت یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ نعوذ باللہ کسی روح اور کسی ایک ذرہ کا بھی پیدا کرنے والا نہیں اور ایسا بخیل طبع ہے جو اپنے عاشقوں اور سچے پرستاروں کے گزشتہ گناہ نہیں بخشتا اور باوجودیکہ اس کی راہ میں کوئی جان بھی دے دے تب بھی پُرانا کینہ نکالتا ہے اور ضرور اس کو سزا دیتا ہے … اگر وہ اپنے سخت الفاظ سے ہمارا دل دکھاویں تو ہمیں صبر کرنا چاہیئے۔ جب تک کہ ہمارا اور اُن کا خداتعالیٰ فیصلہ کرے اور اسی صبر کے لئے خداتعالیٰ کے قرآن شریف میں یہ تعلیم ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے ۔ لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۗ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ

(آل عمران: 187)

(ترجمہ) البتہ تم اپنے مالوں اور جانوں کے بارے میں آزمائے جاؤ گے اور تم اہل کتاب اور مشرکوں سے بہت دل آزار باتیں سنو گے اور اگر تم صبر کرو گے اور جوش اور اشتعال سے اپنے تئیں بچاؤ گے تو یہ بات ہمت کے کاموں سے ہے۔

اور یاد رہے کہ آریہ صاحبوں نے جو ہمارے مضمون سے اپنے مضمون کا پڑھنا آخری دن پر رکھا تو ان کی یہ غرض تھی کہ تا اپنے مضمون میں جہاں تک بس چل سکے ہماری کسی بات کا ردّ لکھ دیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے مضمون میں ایسا کرنا چاہا مگر پھر بھی اپنی پردہ دری کرائی۔ اگر وہ بے جا حملہ نہ کرتے تو ہمیں کچھ ضرور نہ تھا کہ ہم ان کے اس غلط بیان کا پردہ کھولتے جو انہوں نے وید کی اعلیٰ تعلیم ہونے کے بارے میں پیش کیا ہے۔ مگر اب ہمیں ان کے جھوٹ کا پردہ کھولنے کے لئے پبلک کے آگے اس بات کو ظاہر کرنا پڑا کہ ان کا بیان وید کی تعلیم کی نسبت کہاں تک صحیح اور راست ہے۔‘‘

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23ص14)

نصف صدی سے زائد لجنہ اماء اللہ میں خدمات بجا لانے والی

محترمہ شوکت گوہر وفات پاگئیں

(لندن مانیٹرنگ ڈیسک)

احباب جماعت کو نہایت دکھ اور افسوس کے ساتھ یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ کہ محترم مولانا عبدالمالک خان سابق ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ کی صاحبزادی، محترم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی سابق ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال کی اہلیہ اور نصف صدی سے زائد عرصہ تک لجنہ اماء اللہ میں خدمت دین کے فرائض سر انجام دینے والی بزرگ خاتون محترمہ شوکت گوہر مورخہ 5جنوری 2020ء کو صبح سوا چھ بجے طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ میں بعمر77سال وفات پاگئیں۔ آپ ایک عرصہ سے بیمار چلی آرہی تھیں۔

محترمہ شوکت گوہر دسمبر 1942ء کو آگرا میں پیدا ہوئیں۔ ان دنوں آپ کے والد مولانا عبدالمالک خان بطور مربی سلسلہ آگرا میں متعیّن تھے۔ کچھ عرصہ اپنے والدین کے ساتھ حیدرآباد دکن میں رہیں اور قیام پاکستان کے بعد اپنے والدین کے ہمراہ کراچی شفٹ ہوگئیں۔

محترمہ شوکت گوہر نے ابتدائی تعلیم کے مراحل کراچی میں طے کئے اور اسی طرح کالج کی تعلیم بھی وہیں سے حاصل کی۔ ہر تعلیمی امتحان آپ نے نمایاں پوزیشن سے پاس کیا۔ آپ کا شمار ہونہار طالبات میں ہوتا تھا۔

خدمتِ سلسلہ کا جذبہ آپ میں شروع سے ہی موجزن رہا۔ چھوٹی عمر میں ہی سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ کراچی مقرر ہوئیں اور تین چار سال تک اس شعبہ میں احسن طریق پر خدمات انجام دیں اور اس عمدگی سے کام کیا کہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے تحت کراچی کی ناصرات دنیا کی ناصرات میں صفِ اوّل میں شامل ہوگئیں۔

محترم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی کے ساتھ 1961ء میں نکاح ہوا۔ نکاح کے بعد کیونکہ ڈاکٹر صاحب موصوف اعلیٰ میڈیکل تعلیم کے لئے انگلستان چلے گئے تھے اس لئے انگلستان میں ہی رخصتی عمل میں آئی۔ ڈاکٹر صاحب کی تعلیم اور ٹریننگ مکمل ہونے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ان کا تقرر فضل عمر ہسپتال ربوہ میں فرما دیا تو بڑی بشاشت سے آپ نے اپنے خاوند کے ساتھ انگلستان کو چھوڑ کر ربوہ میں رہائش اختیار کر لی۔ آپ کو خدمت سلسلہ کا شوق تو شروع سے تھا اس لئے آپ کو ربوہ آکر حیرت انگیز

باقی صفحہ 8 پر

دربار خلافت

عفو ودرگذر کی اسلامی تعلیم

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

’’اسلام میں کسی غلط حرکت کرنے والے، نقصان پہنچانے والے سے چاہے وہ چھوٹی سطح پر نقصان پہنچانے والا ہو یا بڑے پیمانے پر نقصان پہنچانے والا ہو یا دشمن ہو ہر ایک سے ایسا سلوک کرنے کی تعلیم ہے جو اس کی اصلاح کا پہلو لئے ہوئے ہو…بہرحال یہ بنیادی قانون اور اصول سزا اور اصلاح کا قرآن شریف میں پیش ہوا ہے جو ہماری انفرادی زندگی کے معاملات پر بھی حاوی ہے اور حکومتی معاملات میں بھی بلکہ بین الاقوامی معاملات میں، معاشرے کی اصلاح کے لئے بھی یہ بنیاد ہے…اگر حالات و واقعات یہ کہتے ہیں کہ سزا دینے سے اصلاح ہو گی تو سزا دو۔ لیکن سزا میں اس بات کا بہرحال خاص طور پر خیال رکھنا ہو گا کہ سزا جرم کی مناسبت سے ہو وگرنہ اگر جرم سے زیادہ سزا ہے تو یہ ظلم اور زیادتی ہے اور ظلم اور زیادتی کو خدا تعالیٰ پسندنہیں کرتا…پس فرمایا خدا اس شخص سے راضی ہوتا ہے جس کی نیت نیک ہے اور اس کے فعل اور کام کا مقصد اصلاح ہے۔ دیوث شخص کے معاف کرنے سے خدا راضی نہیں ہو گا۔ نہ اس سے راضی ہوتا ہے جو انتقام کی نیت رکھتا ہو۔ یہ دونوں چیزیں سامنے ہونی چاہئیں۔ نہ اتنی نرمی ہو کہ بالکل بے غیرت ہو جائے، اس سے بھی اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوتا۔ اور نہ انتقام کی نیت ہو۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتی ہے۔ پس ہر دو حدود کو سامنے رکھتے ہوئے معافی اور سزا کے فیصلے کرنے چاہئیں۔ اس بارے میں جماعتی عہدیداروں اور نظام کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہئے۔عموماً تو خیال رکھا جاتا ہے لیکن بعض کے خلاف جو فیصلے ہوتے ہیں یا سفارش مجھے آتی ہے تومیں یہ تو نہیں کہتا کہ انتقام کی وجہ سے ہوتی ہے لیکن یہ ضرور بعض دفعہ ہوتا ہے کہ سفارش کرنے والے کا طبعاً رجحان سختی کی طرف ہوتا ہے اور بعض ضرورت سے زیادہ نرمی اور معافی کا رجحان رکھتے ہیں جس سے پھر خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ پس نہ سزا دینا پسندیدہ ہے، نہ معاف کرنا قابل تعریف ہے۔ اصل چیز اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے اور یہ اُس وقت حاصل ہوتی ہے جب اصلاح مقصد ہو اور اس کے لئے متعلقہ محکموں کو چاہئے کہ وہ کوشش کریں … تا کہ وہ حقیقی نظام اور حالات ہم اپنے میں اور جماعت میں پیدا کرسکیں جو خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں اور اس کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا اور مدد مانگنے کی بھی ضرورت ہے۔ جب بھی کوئی فیصلہ ہو دعا کے ساتھ ہو اور پھر خلیفۂ وقت کے پاس سفارش ہونی چاہئے تا کہ ہر قسم کے بداثرات سے وہ شخص بھی محفوظ رہے جس کے خلاف شکایت کی جا رہی ہے اور نظام جماعت بھی محفوظ رہے اور وہ فیصلہ جماعت میں کسی بھی قسم کی بے چینی کا باعث نہ بنے… عفو اور درگذر اگر بلاوجہ ہو تو نظام درہم برہم ہو جاتا ہے اور انسان کے اندر بے قیدی پیدا ہو جاتی ہے۔ اپنی حدود سے باہر نکلنا شروع ہو جاتا ہے۔ نظام قائم نہیں رہتا۔ پس جن کو اصلاح کے لئے سزا ملتی ہے وہ بجائے ڈھٹائی دکھانے کے اس بات کی طرف زیادہ توجہ دیں کہ ہم نے اپنی اصلاح کس طرح کرنی ہے۔ اس کے لئے استغفار کریں اور اپنی اصلاح کریں۔ جماعت میں کوئی سزا کسی انتقام کی وجہ سے نہیں دی جاتی جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا۔ اصلاح کے لئے دی جاتی ہے اور یہی کوشش ہونی چاہئے اور ہوتی ہے۔ صرف عہدیداروں کے لئے ہی یہ نہیں ہے۔ صرف عہدیداروں کا ہی قصور نہیں بلکہ افراد کے بھی قصور ہوتے ہیں۔ اگر ہر شخص اپنے روز مرہ کے معاملات میں اور آپس کے تعلقات میں اپنا جائزہ لے کہ وہ دوسروں کے متعلق کس طرح سوچتا ہے اور اپنے متعلق کیا سوچتا ہے تو اس سے معاشرے میں ایک خوبصورتی پیدا ہوتی ہے۔ پس اصل چیز یہی ہے کہ ہر وقت یہ خیال رہے کہ ہر فعل اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہو۔ جب یہ ہو گا تبھی اصلاح ہو گی… پس ان دو باتوں کو ہمیں ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے اور اس لئے سامنے رکھنا چاہئے کہ ہم نے اصلاح کرنی ہے اور بُرائیوں کو روکنا ہے۔ معاشرے میں امن اور سلامتی کی فضا پیدا کرنی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خدا تعالیٰ کو راضی کرنا ہے کیونکہ وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآنی احکامات کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)‘‘

(خطبہ جمعہ 22جنوری2016ء)

قتل ہو کر بھی ہم نہیں بولے

جب بھی وہ عہد کا حسیں بولے
عرش بولے، کبھی زمیں بولے
جب وہ بولے تو ساتھ ساتھ اس کے
ذرّہ ذرّہ بصَد یقیں بولے
چاند سورج گواہی دیں اس کی
اُس کا منکر نہیں ، نہیں بولے
شور برپا ہے صحنِ مقتل میں
برسرِدار اک حسیں بولے
اشک ہی تھے جو چپ رہے، یعنی
اشک ہی تھے جو بہتریں بولے
کب کرے اپنے جرم کو تسلیم
کس لئے مارِ آستیں بولے
ہمارا ہی حوصلہ ہے میاں
قتل ہو کر بھی ہم نہیں بولے
قتلِ ناحق پہ کس لئے مضطرؔ
چپ رہے آپ، کیوں نہیں بولے

چوہدری محمد علی مضطرؔعارفی

سال کی پہلی رات (محاسبہِ نفس)

(سوال)

اس سال کی پہلی رات ہے یہ
دل میں آئی کیا بات میرے

ہے جس کی دنیا متلاشی
وہ یار نہیں ہے پاس میرے

اس رات کڑی میرا دل سوچے
کیوں یار نہیں وہ ساتھ میرے

جو اس کی راہ میں مٹ جائے
کیا نفس نہیں وہ پاس میرے؟

جو طوفانوں سے لڑ جائے
کیا دل نہیں وہ پاس میرے؟

جو عشق کی راہیں پار کرے
کیا روح پر نہیں وہ چھاپ میرے؟

(جواب)

تھا دل اس دھیان میں جٹا ہوا
کہ کیا کچھ نہیں ہے پاس میرے

اک سرگوشی آئی شہ رگ سے
اس سوچ کو رکھ اب تُو پرے

دل جو ایماں سے بھرتا ہے
جو روح کو روشن کرتا ہے

وہ مالک یہیں تو بستا ہے
اس دل میں جو ہے پاس تیرے

کچھ خوف نہ کر سجدہ میں پڑ
وہ یار ہی توہے ساتھ تیرے

سدرۃ المنتہی۔ڈنمارک

مولانا غلام باری سیف

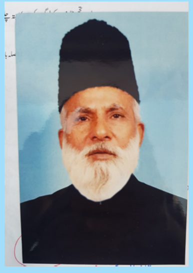

رسول مقبول ﷺ کی زندگی کا مختصر تاریخی خاکہ

آقائے مدنی آنحضرت ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کو مؤرخین نے 3 ادوار میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا دَور پیدائش سے نبوت تک، دوسرا دَور دعویٔ نبوت سے ہجرت تک اور تیسرا دَور ہجرت سے وصال تک۔

پہلا دور

12ربیع الاوّل عام الفیل (یعنی اس سال جب ابرہہ نے خانہ کعبہ کو مسمار کرنے کے لیے ہاتھی بھجوائے) فجر کے وقت بمطابق 30۔اپریل 571ءآپؐ کی ولادت ہوئی۔ ونعم ماقیل

بصد انداز یکتائی بغایت درجہ زیبائی
امیں بن کر امانت آمنہ کی گود میں آئی

والدہ کا نام آمنہ تھاوالد کا نام عبداللہ۔آپؐ کی ولادت عادل بادشاہ کسریٰ نوشیرواں کے عہد میں بیان کی جاتی ہے۔حلیمہ دائی نےآپؐ کی پرورش کی۔حلیمہ کے خاوند کی کنیت ابوکبشہ تھی۔4سال کی عمرتک آپؐ حلیمہ کے پاس رہے۔

چھٹے سالآپؐ کی والدہ آپؐ کو آپؐ کےننھیال مدینہ میں لےکرگئیں لیکن مکہ اور مدینہ کے درمیان ابواء جگہ پر وفات پاگئیں۔یہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک بستی ہے۔ تب اُمّ ایمن نے اپنی گودمیں حضورؐکولیااوردادانےکفالت فرمائی۔

آٹھ سال کے تھے کہ دادا عبدالمطلب خدا کو پیارے ہوگئے اور چچا ابوطالب نے آپؐ کی پروش کی ذمہ داری سنبھالی۔

نویں سال میں تھے کہ آپؐ کے چچاآپؐ کوشام کی طرف لےکرگئے۔ اس سفر میں بحیرا نامی راہب نے اپنی مقدس کتاب کی رُو سے یہ بتلایاکہ عرب میں ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے۔

آپؐ کی عمر کے بیسویں سال میں قریش اورقیس کے درمیان ’’حرب فجار‘‘نخلہ جگہ پرجوطائف اورمکہ کےدرمیان ہے شروع ہوئی۔یہ جنگ بالآخر صلح پر منتج ہوئی۔

پچیسویں سال آپؐ دوسری بار شام تشریف لےگئے ۔ اس بارخدیجہ بنت خویلد کے تجارتی سامان کو لےکر گئے تھے۔حضرت خدیجہؓ نے آپ کے صدق اور امانت کی شہرت کی بناء پر آپؐ سے درخواست کی تھی۔اس سفر میں’’میسرہ‘‘ نامی غلام بھی آپؐ کے ساتھ تھا۔

اسی سال خدیجہؓ نے آپؐ کو شادی کا پیغام دیا اورآپؐ کی شادی حضرت خدیجہؓ سے ہوگئی۔

پنتیسویں سالسیلاب نےخانہ کعبہ کوگرادیاچنانچہ قریش نے جب اس کو تعمیر کرنے کا ارادہ کیا آپؐ بھی اس تعمیر میں شریک تھے اور جب حجرِاَسود رکھنے کے اعزاز کی وجہ سےمختلف قبائل میں جھگڑاہوا تو آپؐ نے ہی ثالثی کی تھی۔آپؐ ہی کی حسنِ تدبیر سے جھگڑاختم ہوا ور نہ نہ جانے کیا نتیجہ ظاہر ہوتا۔

دوسرادور

چالیس سال کی عمرکوجب حضورؐپہنچےتوخدا تعالیٰ نے آپؐ کو رسالت سے سرفراز فرمایا۔ اس سے پہلےآپؐ قوم سے صادق اور امین کا لقب پا چکے تھے۔نبوت سےپہلےآپؐ عبادت الٰہی میں غارِحرا میں مصروف رہے۔

آپؐ کے دعویٰ کے ساتھ ہی بعض اشراف قریش اورغلاموں نے آپؐ کی دعوت پر لبّیک کہنا شروع کیا۔پہلی وحی اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِیۡ خَلَقَ تھی۔شروع میں تبلیغ مخفی تھی پھراعلانیہ شروع ہوئی اور مخالفت بھی تیز ہوگئی۔

پانچویں سال آپؐ نے بعض صحابہؓ کوحبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ اس پہلی ہجرت میں10مرد اور5عورتیں تھیں جو3ماہ کے بعد واپس آگئے ۔ اس اثناء میں حضرت حمزہؓ اورعمرؓ بن خطاب مسلمان ہو گئے تھے۔ اس وقت مسلمانوں کی تعداد40سے اوپرمرداور11عورتیں تھی۔

ساتویں سال حضورؐشعب ابی طالب میں محصور رہے۔یہ اس وجہ سے ہوا تھا کہ قریش نے محسوس کیاکہ یہ تو بڑھتے جاتے ہیں۔چنانچہ انہوں نے آپؐ کا بائیکاٹ کیا اور آپؐ کے خلاف ایسا معاہدہ لکھ کرخانہ کعبہ میں لٹکادیا۔ان ایّام میں آپؐ کو کھانے پینے کی سخت دقّت تھی۔

اس زمانہ میں حبشہ کی طرف دوسری ہجرت ہوئی۔10سے اوپر مردگئے تھے اور18عورتیں۔قریش نے نجاشی کے پاس ان کے خلاف وفد بھیجا۔

دسویں سال میں قریش کے کچھ آدمیوں نے آپؐ کے خلاف جو معاہدہ کیا تھا اس کو ختم کرنے کا اعلان کیا۔اسی سال حضرت خدیجہؓ کی وفات ہوئی اورحضرت خدیجہؓ کی وفات کے2ماہ بعدآپؐ کے چچاابوطالب وفات پاگئے۔ ابوطالب کی وفات کے بعدقریش کی ایذا دہی میں مزید شدت پیدا ہوگئی۔ اسی سال آپؐ نے طائف کا سفرفرمایا تا وہاں کے سرداروں کو اسلام کی دعوت دیں۔

گیارہویں سال اسراء اور معراج سے آپؐ کو خدا تعالیٰ نے سرفراز فرمایا۔ اسی سال آپؐ مختلف قبائل میں دعوت اسلام کے لئے تشریف لے گئے۔اسی سال مدینہ سے6آدمیوں نے آکر اسلام قبول کیا۔

بارہویں سال 12آدمی مدینہ سے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اورآپؐ کی بیعت سےمشرف ہوئے۔شرائط بیعت یہ تھیں کہ شرک نہیں کریں گے، چوری نہیں کریں گے،زنا کے مرتکب نہ ہوں گے،اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گے،کسی پر بہتان نہ باندھیں گے،نیک باتوں میں اطاعت کریں گے،حق کہیں گے اور اس بارہ میں کسی ملامت گرکی ملامت کی پرواہ نہ کریں گے۔

تیرہویں سال میں مدینہ سے70مرد اور2عورتیں آئیں اوربیعت کی۔ اسےبیعتِ عقبہ ثانیہ کہتے ہیں۔حضورؐ نے ان میں سے12نقیب مقرر فرمائے۔اُن کے واپس جانے پر مدینے کے ہر گھر میں اسلام کا چرچاشروع ہوگیا۔

تیسرا دور

آپؐ کی حیات مبارکہ کے تیسرے دور کا آغاز ہجرت سے شروع ہوتا ہے جبکہ مکّہ والوں نےخداکی رحمت کاہاتھ جھٹک دیاتو اللہ تعالیٰ کےحکم کے ماتحت جبکہ آپؐ کی عمر53سال کی تھی آپؐ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی ۔اس سفر میں آپؐ کےہمرکاب حضرت ابوبکرؓتھے۔آپؐ سےپہلےآپؐ کےبعض صحابہ آپؐ کی اجازت اورحکم سے مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔دشمنوں نے آپؐ کے قتل کے لئے آپ کے مکان کا محاصرہ کر رکھا تھا کہ رات کو آپؐ مکہ سے مدینہ کے لئے روانہ ہوئے۔ 3 رات غار ثور میں رہنے کے بعد12ربیع الاول کو آپؐ قباء(مدینہ) میں وارد ہوئے۔ اس سال قباء میں مسجد کی تعمیر ہوئی جسے قرآن نے کہا کہ یہ وہ مسجد ہےجس کی بنیاد تقوی اللہ پر رکھی گی ہے۔آپؐ نے22دن تک قباء میں قیام فرمایا۔سب سے پہلےجمعہ یہیں آپؐ نےیکصدمسلمانوں کےساتھ اداکیا۔

اس کے بعدیہ ماہِ عرب مدینہ میں طلوع ہوا۔انصارنےہتھیاربند ہوکر آپؐ کا استقبال کیا۔عورتیں اوربچے شعرپڑھتےتھےکہ

ہم پرچاند’’ثنیات الوداع‘‘سے طلوع ہوا۔خداکاشکر ہےکہ خداکاداعی آیا۔ اس کاہرحکم ہمارےلئےواجب الاطاعت ہوگا۔

مدینہ میں آکرآپؐ نے مسجدتعمیرفرمائی اور اذان شروع ہوئی۔آپؐ کے آنے کے ساتھ یہودکےسینوں میں بغض و حسد کی آگ بھڑکنا شروع ہو ئی ۔ادھرکفار قریش کفِ افسوس ملتے تھے کہ حضور ﷺ زندہ بچ کر نکل گئے اور جب دشمن نے تلوار بے نیام کی تو خدا کی طرف سے آپؐ کو اذن قتال ہوا۔چنانچہ پہلادستہ آپؐ نے جوبھیجاوہ آپؐ کےچچاحمزہؓ کی سرکردگی میں قریش کے ایک قافلہ کی سرکوبی کے لئے تھا۔قریش کا منصوبہ یہ تھا کہ اس تجارت کے نفع سے مسلمانوں کے خلاف جنگ کی تیاری کی جائے لیکن مقابلہ کی نوبت نہ آئی اور مشرک بھاگ گئے۔

(الفرقان جنوری1974ء)

ہجرت کےدوسرےسال ’’غزوہ ودان‘‘پیش آیا۔ آنحضرت

ﷺ 60آدمیوں کے ساتھ قریش کے قافلہ سے مڈھ بھیڑ کے لیے تشریف لے گئے لیکن قافلہ گزر چکا تھا۔

اسی سال غزوہ بواط پیش آیا۔حضورؐ200مہاجرین کولےکر نکلے لیکن اب بھی آمنا سامنا نہ ہوا۔

غزوہ عشیر بھی اسی سال پیش آیا۔250مہاجرین کو لےکر حضورؐ روانہ ہوئے۔ قریش کے قافلہ کی قیادت ابوسفیان کر رہا تھالیکن مقابلہ کی نوبت نہ آئی۔

غزوہ ٔبدراُولیٰ

اسی سال بدراُولیٰ کاواقعہ پیش آیا ۔ اسے’’غزوۂ سنوان‘‘بھی کہتے ہیں۔ایک مشرک نے مدینہ کی چراگاہ پرحملہ کیا تھا حضورؐجب مقابلہ کے لئے آئے تو دشمن رفوچکر ہو چکا تھا۔

اسی سال پہلی غنیمت مسلمانوں کوملی۔ قریش کے تجارتی قافلہ کو عبداللہ بن جحش نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ روکا اور ان کا مال ضبط کیا جو جنگ کی تیاری میں انہوں نے صرف کرنا تھا۔

تحویل قبلہ بھی اسی سال ہوئی۔ اب بیت المقدس کی بجائے بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا شروع ہوئی۔رمضان کی فرضیت بھی اسی سال ہوئی۔اسی سال فطرانہ واجب ہوا اور پھر اسی سال زکوٰۃ کی فرضیت نازل ہوئی۔

غزوۂ بدر

پھر اسی سال حق و باطل کے فیصلہ کا دن’’ یوم الفرقان‘‘ آیا یعنی معرکہ بدرپیش آیا ۔مسلمان313تھے اور کفار1ہزار ۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد فرمائی اورکفر کی ریڑھ کی ہڈی توڑ کررکھ دی۔ابوجہل واصلِ جہنم ہوا۔عتبہ مرا،شیبہ مرا اور مکہ کے ہر گھر میں صفِ ماتم بچھ گئی۔

غزوہ قرقرۃ الکدر۔اسی سال بنو سلیم کی سرکوبی کے لئے 15دن تک حضورؐ مدینہ سے باہررہے۔لیکن لڑائی کاموقع نہ آیا۔

غزوہ قینقاع۔اسی سال مدینے کے یہودکی عہدشکنی کی وجہ سے ان کا محاصرہ کیاکیونکہ یہ ایذادہی میں اب حد سے بڑھ رہے تھے۔ ان کی درخواست پر ان کو مدینہ سے نکل جانے دیاگیا۔

غزوہ سویق ۔ اسی سال ابو سفیان کے قافلہ سےجودو صد مشرکین پرمشتمل تھامقابلہ کیلئےحضورؐ نکلےلیکن ابوسفیان ستّو پھینک کربھاگ گیا۔اس لئےاس غزوہ کانام ہی غزوۂ سویق پڑگیا۔

عید کی نماز بھی اسی سال مسنون ہوئی۔ حضرت فاطمہؓ کی شادی بھی اسی سال ہوئی اور حضرت عائشہؓ کا رخصتانہ بھی اسی سال عمل میں آیا۔

ہجرت کا تیسرا سال

دعثوربن حارث محاربی نے ساڑھےچارصدسواروں کے ساتھ مدینہ پرحملہ کرنے کا ارادہ کیا ۔حضورؐ کو علم ہوا تو آپؐ ان کی سرکوبی کے لئے تشریف لے گئےلیکن بزدل دشمن پہاڑوں میں بھاگ گیا۔یہیں اسی دعثور سےوہ مشہورواقعہ پیش آیاتھاجب حضورؐمحوِ استراحت تھے اور اس نے تلوار سونت کر کہا تھا آپ کو مجھ سے کون بچاسکتا ہے؟ … جس کے نتیجہ میں حضورؐ کے سلوک کو دیکھ کر وہ مسلمان ہوگیا اور ساتھ ہی اس کی قوم بھی۔

غزوہ نجران۔بنوسلیم نے بھی مدینہ پرحملہ کامنصوبہ بنایا۔جب

حضورؐ کو علم ہوا تو اس کے تدارک کے لئے تشریف لے گئے لیکن دشمن تتر بتر ہو گیا اور حضورؐ واپس تشریف لے آئے۔

غزوۂ اُحد

بدر کا بدلہ چکانے کے لئے دشمن نے 3 ہزار کے لشکر سے مدینہ پر چڑھائی کی۔ حضورؐ نے 1ہزار جاں نثاروں سے مقابلہ کی ٹھانی۔عبداللہ بن اُبیّ 300 منافقین کو لے کر واپس ہو گیا۔ یہیں کئی صحابہؓ نے عشق و وفا کی روشن مثالیں قائم کیں اور چشمِ فلک نے جاں نثاری کے وہ واقعات مشاہدہ کئے کہ کوئی انہیں بھلا نہیں سکتا۔ اپنے خون سے صحابہؓ نے یہاں اسلام کی تاریخ لکھی جو کبھی محو نہیں ہو سکتی۔حضورؐ کے دانت مبارک یہیں شہید ہوئے۔اسی کے دامن میں حضرت حمزہؓ نے جام شہادت نوش کیا۔یہیں عمروؓ بن جموح نے شجاعت کے گیت گائے اور یہیں نضر بن انسؓ نے جام شہادت نوش کیا۔ اسی لئے حضورؐ جب اُحد کی طرف تشریف لے جاتے تو فرماتے اُحد پیارا ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں کہ یہاں عشاق رسول ﷺ نے عشق کی شہنائی پر رقص کیا تھا۔اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

حضرت عثمانؓ کی شادی سیدہ اُمّ کلثومؓ بنت رسولؐ سے رقیہؓ کی وفات کے بعد اسی سال ہوئی۔ اسی لئے انہیں ”ذوالنورین“ ”دونوروں والا“ کا خطاب ملا کہ حضورؐ کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے ان کے عقد میں آئیں۔

اسی سال شراب حرام ہوئی جس سے عرب کی معیشت میں زبردست انقلاب پیدا ہوا۔

اسی سال حضورؐ نے حضرت عمرؓ کی صاحبزادی حفصہؓ سے شادی کی اور زینبؓ بنت خزیمہ سے بھی اور اسی سال سیدہ فاطمہؓ کے بطن مبارک سے حسنؓ پیدا ہوئے۔

ہجرت کا چوتھا سال

یہود کے قبیلہ بنو نضیر کی جلاوطنی اس سال کا اہم واقعہ ہے۔

غزوہ ذات الرقاع ۔ نجد کے قبائل بنو محارب اور بنو ثعلبہ نے مسلمانوں کے خلاف لڑنے کا ارادہ کیا۔700 مسلمانوں کے ساتھ حضورؐ تشریف لے گئے دشمن بھاگ گئے۔

صلوۃ خوف کی مشروعیت اور تیمم کی رخصت بھی اسی سال ہوئی۔

غزوہ بدر الاُخریٰ۔ ابوسفیان نے مدینہ لڑائی کا پیغام بھیجا۔حضورؐ نے 1500 مسلمانوں کو روانہ کیا۔ لیکن ابوسفیان کو مقابل پر آنے کی جرأت نہ ہوئی۔

زینبؓ بنت خزیمہ کی وفات اسی سال ہوئی۔

حضرت حسینؓ اسی سال پیدا ہوئے۔

حضرت ام سلمہؓ سے شادی حضورؐ نے اِسی سال کی ۔زیدؓ بن ثابت کو اسی سال یہود سے لکھنے پڑھنے کی حضورؐ نے تاکید فرمائی۔

(الفرقان۔دسمبر 1973ء)

پانچواں سال

ہجرت کے پانچویں سال میں غزوہ دومۃالجندل پیش آیا۔دشمن مرعوب ہوا اور بھاگ گیا۔

غزوہ بنی المصطلق

اسے ”غزوہ مریسیع“ بھی کہتے ہیں۔1 مسلمان شہید ہوا 10 کفار مارے گئے۔حارث سردار کی بیٹی برّہ سے حضورؐ نے اس موقعہ پر شادی کی اور اس کا نام ”جویریہ“ رکھا۔

غزوۂ خندق یا غزوہ احزاب اسی سال وقوع پذیر ہوا۔ 10ہزار دشمنوں نے مدینہ کا محاصرہ کر لیا۔15دن محاصرہ جاری رہا۔یہودِ مدینہ نے بدعہدی کی۔ منافقین نے بھی سر نکالا۔یہ بہت بڑا ابتلا تھا لیکن قدرت خداوندی اور حضورؐ کی دعاؤں سے لشکرِ اعداء تتر بتر ہوگیا۔ اسی سال بنو قریظہ (قبیلہ یہود) کے فتنہ کا سدّباب ہوا۔

اسی سال متبنّٰی کا ابطال ہوا اور آیت خاتم النّبیین نازل ہوئی۔آیت حجاب بھی اسی سال نازل ہوئی یعنی پردہ کا حکم نازل ہوا۔ حج کی فرضیت بھی اسی سال ہوئی۔

(الفرقان جنوری 1974ء)

چھٹا سال

اس سال غزوہ بنولحیان واقع ہوا۔200 سوار بھجوائے گئے لیکن بنولحیان بھاگ گئے۔

غزوہ غابۃ۔ عتیبہ بن حصن نے بیت المال کے چرواہے ابن ابی ذر کو قتل کیا اور اونٹ چھین کر بھاگ گئے۔ حضورؐ 500 مجاہدین کے ساتھ روانہ ہوئے اور بیت المال کے 10۔اونٹ ان سے چھڑالئے۔

غزوۂ حدیبیہ

اس سال صلح حدیبیہ کا مشہور معاہدہ صلح طے پایا۔حضورؐ 1400 صحابہؓ کے ساتھ عمرہ کے لئے روانہ ہوئے تھے لیکن کفار نے عمرہ کرنے سے روک دیا۔آخر معاہدہ طے پایا جس کی 5 شقیں تھیں۔

یہیں بیعتِ رضوان ہوئی تھی اور سورۃ ”الفتح“ نازل ہوئی۔

بادشاہوں کو اسی سال تبلیغی خطوط لکھے اور حضورؐ نے مہر کے طور پر چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس کا نقش تھا ”محمد رسول اللہ“ ۔قیصر و کسریٰ کو تبلیغی خطوط لکھے گئے۔

ساتواں سال

غزوہ خیبر اسی سال پیش آیا۔ یہ یہود کا مرکز تھا۔یہیں حضرت علیؓ کو جھنڈا عطا فرمایا تھا اور فرمایا تھا میں کل جھنڈا اس کو دوں گا جس سے اللہ اور رسول محبت کرتے ہوں گے۔7دن خیبر کا محاصرہ جاری رہا۔

حبشہ سے مہاجرین 10سال کے قیام کے بعد اسی سال واپس آئے۔

فدک مفتوح ہوا اور ان سے مصالحت ہوئی۔

اہلِ تیماء سے مصالحت ہوئی۔

وادی القریٰ کا غزوہ اسی سال پیش آیا۔

عمرہ قضاء اسی سال ہوا۔اس میں وہ تمام صحابہؓ اس میں شریک ہوئے جو حدیبیہ میں موجود تھے سوائے ان صحابہؓ کے جو خیبر میں شہید ہوئے۔

عثمان بن ابی طلحہؓ،خالد بن ولیدؓ اور عمرو بن عاصؓ اسی سال مسلمان ہوئے۔

صفیہؓ بنت حی اخطب اسی سال حضورؐ کے عقد مبارک میں آئیں۔

اسی سال میمونہؓ بنت الحارث سے آپؐ کی شادی ہوئی اور یہ آپؐ کی آخری شادی تھی۔

اسی سال حضورؐ کی صاحبزادی زینبؓ اپنے خاوند ابوالعاصؓ کے ہاں گئیں۔اس سے پہلے حضرت زینبؓ ہجرت کر کے مدینہ آ گئی تھیں اور ابوالعاصؓ مکہ میں ہی رہے تھے۔

اسی سال مقوقس نے حضورؐ کی خدمت میں ماریہ اور اس کی بہن سیرین،ایک خچر ”دلدل“، ایک گدھا ”یعفور“ اور کچھ چادریں ہدیۃً ارسال کیں۔یہ تحائف حاطب بن ابی بلتعہ لائے تھے۔

حضورؐ کا منبر جس کی 2سیڑھیاں تھیں اسی سال بنایا گیا تھا۔

اسی سال حضورؐ نے حضرت عمرؓ کی قیادت میں 30 آدمیوں کا دستہ ہوازن کی طرف بھجوایا تھا۔یہ دستہ رات کو چلتا اور دن کو چھپ جاتا لیکن ہوازن کو پتہ چل گیا اور وہ بھاگ گئے۔

اسی سال حضورؐ نے رمضان کے مہینہ میں میفعہ کی جانب ایک دستہ روانہ کیا۔اسی میں مرواس بن نہیک کو اسامہ بن زیدؓ نے قتل کیا۔جب اس نے دیکھا کہ اسامہؓ غالب آرہے ہیں تو اس نے کہا ”اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ“ ”میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں لیکن اسامہؓ نے اسے قتل کر دیا۔حضورؐ کو پتہ چلا تو آپؐ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا کہ تم نے اسے ”اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ“ کہنے کے باوجود قتل کر دیا۔ خدا کو کیا جواب دو گے ؟ یہ واقعہ طبری میں آیا ہے ۔ اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ اسلام میں کلمۂ شہادت کا ظاہری طور پر پڑھ لینا انسان کو مسلمان قرار دینے کی بنیاد ہے۔

آٹھواں سال

واقعہ موتہ۔شام میں اس سال یہ واقعہ ہوا جس میں زیدؓ بن حارث، جعفرؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ شہید ہوئے تھے۔جعفرؓ نے جس طرح اسلامی جھنڈے کو تھام رکھا تھا اس کی تفصیل بہت ایمان افروز ہے۔ دایاں ہاتھ کٹا تو بائیں سے جھنڈا تھام لیا۔ بایاں کٹا تو کٹے ہاتھوں سے سینے سے لگائے رکھا۔ ان تینوں کی شہادت کے بعد خالد بن ولیدؓ نے لشکر کی قیادت کی اور بامراد واپس ہوئے۔حضورؐ نے خالدؓ کو ”سیف اللہ“ کا خطاب عطا فرمایا۔

فتح مکہ۔اسی سال مکہ فتح ہوا، کفر کا زور ختم ہوا بت خانہ کعبہ سے نکالے گئے، قریش کا علم سرنگوں ہوا اور اب وہ حضورؐ سے رحم و کرم کے طالب ہوئے حضورؐ نے ان سب خون کے پیاسوں کو معاف فرمایا۔ ہندہ اسی سال مسلمان ہوئی ۔ ابوسفیان اظہار اسلام پر مجبور ہوا۔ اس کی تفصیل تاریخ کی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہے۔یہیں ایک کافر سردار کانپتا ہوا آیا تھا جسے آپؐ نے فرمایا تھا۔ گھبراتے کیوں ہو میں تو اس عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت کھاتی تھی۔

اسی سال عکرمہ بن ابوجہل مسلمان ہوا ۔ کعبؓ بن زھیر مشہور شاعر مسلمان ہوا اور اپنا قصیدہ حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا۔

غزوہ حنین۔اسی سال پیش آیا۔اس میں 12ہزار مسلمان شریک ہوئے حنین کے میدانوں میں حضورؐ خچر کو ایڑھ لگاتے ہوئے آگے بڑھتے تھے اور فرماتے تھے

اَنَا النَّبِیُّ لَاکَذِب اَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِب

حضورؐ 2ماہ 10دن مدینہ سے باہر رہے۔

نواں سال

اب اس سال حضورؐ نے مختلف اطراف میں وفود بھجوا کر شرک کے اڈوں کو ختم کیا اور بتوں کو عرب سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رخصت کیا۔ عدی اور اس کی ہمشیرہ ”سفانہ“ اسی سال حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔جب حضورؐ ان کے ساتھ گھر تشریف لا رہے تھے ایک ضعیف عورت نے حضور ﷺ کا ہاتھ تھام کر کافی دیر تک ٹھہرائے رکھا۔ اسی موقع پر عدی نے کہا تھا۔ خدا کی قسم یہ بادشاہ تو نہیں۔

غزوہ تبوک۔ اس” غزوہ عسرہ“یعنی تنگی والا غزوہ بھی کہتے ہیں۔سخت گرمیوں میں پیش آیا تھا۔ رومی شام میں لشکر کشی کر رہے تھے، اسی موقع پر حضرت عثمانؓ نے ایک دستہ کو تیار کیا تھا اور اسی موقع پر ابوبکرؓ اپنا سب مال حضورؐ کے پاس لے آئے تھے اور عمرؓ نصف اور اسی موقع پر کعب اور آپ کے ساتھیوں کا بائیکاٹ ہوا تھا کیونکہ وہ اس غزوہ میں شامل نہ ہوئے تھے۔حضورؐ نے اسی موقع پر حضرت علیؓ کو اپنا قائمقام مدینہ میں مقرر فرمایا تھا اور فرمایا۔ اے علیؓ! تو مجھ سے ایسے ہی ہے جیسے ہارونؑ موسیٰؑ سے سوائے اس کے کہ تو نبی نہیں ہے۔

ثقیف سے وفد اسی سال آیا۔

عبداللہ بن اُبی بن سلول رئیس المنافقین اسی سال مرا۔

حضورؐ کی صاحبزادی امّ کلثومؓ یعنی حضرت عثمانؓ کی زوجہ محترمہ اسی سال فوت ہوئیں۔

اسی سال حضرت ابوبکرؓ کی قیادت میں حضورؐ نے حجاج کو روانہ فرمایا اور فرمایا اعلان کر دیا جائے کہ آج کے بعد کوئی مشرک طواف کرے گا نہ کوئی عریاں طواف کرے گا۔اسی سال سورۂ توبہ نازل ہوئی۔

دسواں سال

حضرت علیؓ کو 300سواروں کی قیادت عطا فرما کر ”بنو مذحج“ کی طرف روانہ کیا۔ اپنے ہاتھ سے ان کے جھنڈے کو گرہ دی اور ان کے سر پر پگڑی باندھی اور نصیحت فرمائی کہ دوسرے آدمی کی بات سنے بغیر فیصلہ نہ کرنا ۔ اہل یمن کی طرف شریعت کی تعلیم کے لئے وفد بھیجا۔معاذ بن جبلؓ اور ابو موسیٰ اشعریؓ کو روانہ کیا اور فرمایا آسانی پیدا کرنا، تنگی پیدا نہ کرنا۔خوشخبری دینا، نفرت نہ دلانا۔معاذؓ حضورؐ کی وفات تک یہیں رہے لیکن ابوموسیٰؓ حضورؐ کو مکہ میں آملے جب حضورؐ حجۃالوداع کے موقع پر تشریف لے گئے تھے۔

حجۃالوداع۔یہ حضورؐ کا آخری حج تھا۔اسے حجۃالوداع کہتے ہیں۔عرفہ کے میدان میں حضورؐ نے وہ عظیم خطبہ ارشاد فرمایا جس میں فرمایا تھا کہ لوگو! شاید اس کے بعد تم مجھے نہ دیکھ سکو۔ یہیں انسانی حقوق کا منشور عطا ہوا تھا جس میں تمام بنی نوع انسان کو مساوات کا درس دیا گیا تھا۔ یہیں حضورؐ نے فرمایا تھا۔ لوگو! کیا میں نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا ؟ اور یہیں آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ نازل ہوئی تھی۔

حج کے بعد حضورؐ مدینہ تشریف لائے۔حضورؐ کے صاحبزادے ابراہیم اسی سال خدا کو پیارے ہوئے۔

گیا رھواں سال

حضورؐ نے اسامہؓ بن زید کی قیادت میں لشکر تیار کیا کہ اپنے والد زیدؓ کی موتہ میں شہادت کا بدلہ لیں ۔ اس لشکر میں حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ،ابوعبیدہؓ اور سعدؓ بھی شامل ہوئے۔ اب وہ مقدر وقت آپہنچا تھا ۔ خدا کے برگزیدہ رسولؐ ، مسلمانوں کے محبوب اور محبّ نے خدا کی رفاقت کو ترجیح دی۔بلاوا آچکا تھا۔وہ داعی حق لبیک وسعدیک کہتا ہوا اپنے خالق کے حضور حاضر ہوگیا۔صحابہؓ مارے غم کے دیوانے ہوگئے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّکَ وَصَفِیِّکَ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

(الفرقان جنوری 1974ء)

****

حافظ مظفر احمد

حضرت سعدؓ بن معاذ انصاری

نام ونسب

ان کا تعلق اوس قبیلہ کی شاخ بنو عبدالاشہل سے تھا اور قبیلہ اوس کے سردار تھے۔ والدہ حضرت کبشہؓ بنت رافع نے بھی رسول اللہ ﷺ کی بیعت اور صحابیت کا شرف پایا۔نہایت مخلص ایثار پیشہ اور وفاشعار خاتون تھیں۔حضرت سعدؓ کی کنیت ابو عمرو تھی۔ (الاصابہ جز2ص 86)

قبول اسلام

حضرت سعدؓ کو مدینہ میں اسلام کے پہلے مبلغ حضرت مصعب بن عمیرؓ کے ذریعہ اسلام قبول کرنے کی توفیق ملی۔

حضرت مصعبؓ نے مدینہ میں‌اسلام کے پہلے مبلغ کے طور پر بھی تبلیغ کا حق خوب ادا کیا۔ آپؓ نے دعوت الی اللہ کے جذبہ سے سرشار ہو کر کمال محنت، اخلاص اور حکمت و محبت کے ساتھ مدینہ کے اجنبی لوگوں سے رابطہ اور اثرورسوخ پیدا کرکے انہیں اسلام سے روشناس کرایا اور تھوڑے ہی عرصہ میں مدینہ کے ہر گھر میں اسلام کا بیج بودیا۔ ایک کامیاب داعی الی اللہ کے طور پر ان کا کردار یقینا آج بھی ہمارے لئے عمدہ نمونہ ہے۔ آپ نے بالکل اجنبی شہر مدینہ میں تبلیغ کا آغاز اس طرح کیا کہ اپنے میزبان اسعد بن زرارہؓ کو ساتھ لے کر انصار کے مختلف محلوں میں جانے لگے۔ وہاں وہ مسلمانوں اور ان کے عزیزوں کے ساتھ مجلس کرتے انہیں دینی تعلیم دیتے اور وہاں آنے والوں کو اسلام کا پیغام پہنچاتے۔ مگر جب لوگوں میں اسلام کا چرچا ہونے لگا تو ایک محلہ کے سردار سعد بن معاذؓ اور اسید بن حضیرؓ نے ان دونوں داعیان الی اللہ کو اس نئے دین سے باز رکھنے کا فیصلہ کیا۔ جس کے بعد اسید بن حضیرؓ حضرت مصعبؓ کی مجلس میں نیزہ تھامے داخل ہوئے۔ اسعد بن زرارہؓ نے یہ دیکھتے ہی حضرت مصعبؓ سے سرگوشی کی کہ یہ اپنی قوم کا سردار آتا ہے اسے آج خوب تبلیغ کرنا۔ مصعبؓ بولے کہ اگر یہ چند لمحے بیٹھ کر بات سننے پر آمادہ ہوجائے تو میں ضرور اس سے بات کروں گا۔ ادھراسید بن حضیر سخت کلامی کرتے ہوئے آگے بڑھے اور کہا ’’جان کی امان چاہتے ہو تو آئندہ سے ہمارے کمزوروں کو آکر بے وقوف بنانے کا یہ طریقہ واردات ختم کرو۔‘‘

حضرت مصعبؓ نے نہایت محبت سے کہا۔ کیا آپ ذرا بیٹھ کر ہماری بات سنیں گے؟ اگر تو آپ کو بات بھلی لگے تو مان لیجئے اور بری لگے تو بے شک اس سے گریز کریں۔ اُسید منصف مزاج آدمی تھے۔ بولے بات تو تمہاری درست ہے۔ اور پھر نیزہ وہیں گاڑ کر بیٹھ گئے۔ حضرت مصعبؓ نے انہیں قرآن پڑھ کر سنایا اوران تک پیغام حق پہنچایا۔ تو یہ سچی تعلیم سن کر اُسید بے اختیار کہہ اٹھے کہ یہ کیسا خوبصورت کلام ہے! اچھا یہ بتائو اس دین میں داخل ہونے کے لئے کیا کرنا پڑتا ہے؟ اسعد بن زرارہؓ اور مصعبؓ نے انہیں بتایا کہ نہادھو کر اورصاف لباس پہن کر حق کی گواہی دو پھر نماز پڑھو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر اُسیدخود ہی کہنے لگے کہ میرا ایک اور بھی ساتھی ہے۔ یعنی سعد بن معاذؓ اگر وہ مسلمان ہوجائے تو اس کی ساری قوم سے ایک شخص بھی قبول اسلام سے پیچھے نہیں رہے گا۔ اور میں ابھی اسے تمہارے پاس بھیجتا ہوں۔ اور انہوں نے سعدؓ کو نہایت حکمت کے ساتھ مصعبؓ کے پاس بھیجا۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ نے ان کو بھی نہایت محبت اور شیریں گفتگو سے رام کر لیا انہیں قرآن سنایا اور اسلام کا پیغام پہنچایا۔ چنانچہ حضرت سعدؓ نے بھی اسلام قبول کرلیا۔ بلاشبہ یہ دن مدینہ میں اسلام کی فتح کے بنیاد رکھنے والا دن تھا۔ جس روز ایسے عظیم الشان بااثر سرداروں نے اسلام قبول کیا حضرت سعدؓ نے اپنی قوم کو یہ کہہ دیا ’’میرا کلام کرنا تم سے حرام ہے جب تک مسلمان نہ ہوجاؤ۔‘‘ اس طرح عبدالاشہل کا سارا قبیلہ مسلمان ہوگیا۔

(ابن ہشام جلد 3ص 153)

نڈر داعی الی اللہ

علامہ ابن اثیر نے آپ کے قبول اسلام پر کیا خوب رائے دی ہے کہ حضرت سعدؓ کا قبول اسلام سب لوگوں سے زیادہ برکت کا موجب ہوا کہ ان کی پوری قوم کے مردوں اور عورتوں کو ہدایت نصیب ہوئی جن کی تعداد قریباً ایک ہزار تھی۔ یہ مدینہ کا پہلا محلہ تھا جو پورے کا پورا مسلمان ہوگیا۔

(اسد الغابہ جلد2ص 296،ابن سعد جلد 3ص420)

رسول کریم ﷺ نے ایک روایت کے مطابق حضرت سعدبن ابی وقاصؓ سے آپ کی مؤاخات قائم فرمائی۔ دوسری روایت کے مطابق ان کے حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح کا دینی بھائی بنایا۔

(ابن سعد جلد 3ص 421)

مسلمانوں کیلئے ہجرت مدینہ کے بعد پیدا ہونے والے غیر معمولی اور کٹھن حالات میں حضرت سعدؓ جیسے بااثر سردار مدینہ کا قبول اسلام اہل مدینہ کیلئے ایک نعمت ثابت ہوااور وہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی طرح رسول اللہ ﷺ کے دست و بازو اور عمدہ مشیر ثابت ہوئے۔اللہ تعالیٰ نے ان کو سردارانہ شان کے ساتھ حزم و دانش بھی خوب عطا کی تھی اس کے ساتھ ساتھ وہ ایک نڈر اور بے باک سردار تھے۔

مدینہ کے ابتدائی دور میں طواف کعبہ

سردار مدینہ ہونے کے ناطے آپ کے ذاتی تعلقات سرداران مکہ سے بھی تھے۔ سردار قریش امیہ بن خلف سے تو ایسی گہری دوستی تھی کہ وہ ملک شام وغیرہ کے سفر پر جاتے ہوئے مدینہ میں حضرت سعدؓ کا مہمان ٹھہرتا تھا۔ حضرت سعدؓ مکہ جاتے تو اس کے ذاتی مہمان ہوتے۔رسول کریمؐ کی مدینہ تشریف آوری کے بعد پہلے سال کی بات ہے حضرت سعدؓ عمرہ کرنے مکہ گئے اور اپنے دوست امیہ کے مہمان ٹھہرے لیکن چونکہ وہاں مسلمانوں کی سخت مخالفت تھی اس لئے ازراہ احتیاط اپنے دوست امیہ سے کہا کہ’’ کسی مناسب وقت میں جب بیت اللہ میں بہت ہجوم نہ ہومجھے خاموشی سے خانہ کعبہ کا طواف کروادینا۔‘‘ امیہ ان کو سنسان دوپہر میں طواف کیلئے لے گئے مگر کرنا خدا کا کیا ہوا کہ سردار مکہ ابوجہل سے آمنا سامنا ہوگیا اور اس نے امیہ سے پوچھ لیا کہ ابو صفوان! یہ تیرے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے بتایا کہ میرے دوست سعدؓ ہیں۔ ابو جہل نے سعدؓ کو مخاطب ہو کر کہا میں تمہیں مکہ میں امن سے طواف کرتے دیکھ رہا ہوں۔ حالانکہ تم لوگوں نے بے دین لوگوں (مسلمانوں) کو پناہ دے رکھی ہے اور ساتھ ان کی مکمل حمایت و مدد کے اعلان بھی کرتے ہو۔ خدا کی قسم! اگر سردار مکہ ابو صفوان تمہارے ساتھ نہ ہوتا تو آج تم اپنے گھر والوں کی طرف صحیح سلامت واپس لوٹ کر نہ جاتے۔

حضرت سعدؓ کی سردارانہ حمیت جاگی اور آپ نے بڑی سختی سے جواب دیا کہ اگر تم نے مجھے طواف بیت اللہ سے روکا تو یاد رکھو میں تمہارا مدینہ سے شام جانے والا تجارتی راستہ روک دوں گا جو تمہارے لئے زیادہ تکلیف دہ اورمشکل ہوگا۔ اس پر حضرت سعدؓ کے دوست امیہ نے معاملہ رفع دفع کرانے کی خاطر کہا کہ اے سعد! سردار مکہ ابو الحکم کے سامنے ایسے سخت لہجے میں بات نہ کرو۔ حضرت سعدؓ نے کوئی لگی لپٹی رکھے بغیر امیہ کو مخاطب کرکے کہا کہ تم ہمارے معاملہ میں نہ پڑو خدا کی قسم میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے تم مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہو کر رہوگے۔

(بخاری کتاب المغازی ۔ باب غزوۃ العیرۃ)

اس واقعہ سے حضرت سعدؓ کی جرأت و شجاعت کے ساتھ ایمانی غیرت اور خدا کی ذات پر کامل توکل کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ تن تنہا دشمن کے نرغے میں ہوتے ہوئے بھی کوئی طاقت انہیں حق گوئی سے نہیں روک سکی۔

غزوہ بدر کے موقع پر جب کفار مکہ کے حملہ کا خطرہ تھا نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام سے مشورہ طلب فرمایا کہ آیا مدینہ کے اندر رہ کر اپنا دفاع کیا جائے یا مدینہ کے باہر نکل کر دشمن سے مقابلہ ہو۔ جب مہاجرین میں سے بزرگ صحابہ حضرت ابوبکرؓ،حضرت عمرؓ اور مقدادؓ بن عمرو مشورہ دے چکے تو نبی کریمؐ انصار مدینہ کے ساتھ عقبہ میں‌کئے گئے معاہدہ کہ وہ مدینہ میں آپ کی حفاظت کریں گے کی روشنی میں‌ان کی رائے بھی لینا چاہتے تھے اس لئے باربار فرماتے کہ’’ لوگو مشورہ دو۔‘‘

اطاعت ووفا

تب حضرت سعدؓ بن معاذ نے انصار کی نمائندگی کا حق ادا کرتے ہوئے عرض کیا۔’’ یا رسولؐ اللہ! معلوم ہوتا ہے آپ ہماری رائے معلوم کرنا چاہتے ہیں ۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ اس پر حضرت سعدؓ نے عرض کیا ہم آپؐ پر ایمان لائے اور آپؐ کی تصدیق کی اور گواہی دی کہ آپؐ کی لائی ہوئی تعلیم برحق ہے اور ہم نے اس پر آپؐ سے پختہ عہد کئے کہ ہمیشہ آپؐ کی بات سن کر فوراً اطاعت کریں گے۔ پس اے خدا کے رسولؐ! آپ کا جوا رادہ ہے اس کے مطابق آپؐ آگے بڑھیں انشاء اللہ آپؐ ہمیں اپنے ساتھ پائیں گے۔ اگر آپؐ اس سمندر میں کود جانے کیلئے ہمیں ارشاد فرمائیں تو ہم اس میں کود پڑیں گے اور ہم میں سے ایک بھی پیچھے نہیں رہے گا۔اور ہم کل دشمن سے مقابلہ کرنے سے گھبراتے نہیں۔ہم جنگ میں ڈٹ کر مقابلہ کرنا خوب جانتے ہیں۔ ہمیں کامل امید ہے کہ آپؐ کو اللہ تعالیٰ ہم سے وہ کچھ دکھائے گا جس سے آپؐ کی آنکھیں ٹھنڈی ہونگی۔ پس اللہ کی برکت کے ساتھ آپؐ جہاں چاہیں ہمیں لے چلیں۔‘‘ رسول کریمؐ حضرت سعدؓ کی یہ ولولہ انگیز تقریر سن کر بہت خوش ہوئے۔

(ابن ہشام جلد3ص34دارالمعرفۃ بیروت)

جرأت و بہادری

حضرت سعدؓ نے جو کہا وہ پورا کر کے دکھایا۔ رسول کریم ﷺ کے ساتھ بدر، احد اور خندق میں شریک ہوکر خوب داد شجاعت دی۔ غزوہ بدرمیں تو اوس قبیلہ کا جھنڈا ہی حضرت سعدؓ بن معاذ کے پاس تھا۔ جسے اٹھائے وہ اپنے قبیلہ کی قیادت کرتے رہے۔ غزوۂ احد میں جب مسلمانوں کو کفار کے دوبارہ اچانک حملہ سے ہزیمت اٹھانی پڑی تو حضرت سعدؓ ان وفاشعاربہادروں میں‌سے تھے

جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے۔

(ابن سعد جلد3ص 421)

غزوہ خندق میں بھی حضرت سعدؓ شریک تھے۔ حضرت عائشہؓ اپنا یہ چشم دید واقعہ بیان کرتی تھیں کہ غزوہ خندق کے موقع پر وہ بنی حارثہ کے قلعہ میں تھیں اور حضرت سعدؓ بن معاذ کی والدہ بھی ان کے ساتھ تھیں۔ اس وقت عورتوں کیلئے پردہ کے احکام نہیں اترے تھے۔ لوگ تیار ہوکر میدان جنگ کیلئے نکل رہے تھے۔ حضرت سعدؓ بھی وہاں سے گزرے انہوں نے لوہے کی ایک مختصر سی زرہ پہنی ہوئی تھی بازوزرہ سے باہر تھے ہاتھ میں نیزہ تھا اور یہ شعر پڑھتے میدان جنگ کی طرف رواں دواں تھے۔

لَبِّثْ قَلِیلًا یَلحَقُ الحَیْجَا جَمَلْ

مَا اَحسَنَ المَوتُ اِذَا حَانَ الْاَجَلْ

ابھی تھوڑی دیر میں ہمار اونٹ بھی میدان جنگ میں پہنچ جائے گا اورجب انسان کو اللہ کی طرف سے بلاوا آجائے تو ایسے میں اس کی موت بھی کتنی خوبصورت ہوتی ہے۔ آپؓ کی والدہ نے بھی یہ سنا اور کہا میرے بیٹے !ذرا جلدی کروتم نے نکلنے میں دیر کر دی ہے۔

(اصابہ جز2ص 88)

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں میں نے کہا اے سعدؓ کی ماں! کاش سعدؓ کی زرہ اس سے ذرا اور بڑی ہوتی کہ ان کے بازوؤں کی بھی حفاظت کرتی۔ پھر وہی ہوا جس کا اندیشہ حضرت عائشہؓ کوگزرا تھا محاصرہ خندق کے دوران حضرت سعدؓ کو ایک تیر کندھے میں آکر ایسا لگا کہ شریان پھٹ گئی اور خون کا فوارہ بہ نکلا جو تھمتا نہ تھااور بظاہر جانبر ہونے کی کوئی امید نہ رہی۔

سعدؓ کی دعا

اس موقع پر حضرت سعدؓ نے یہ دعا کی ’’اے اللہ !تو جانتا ہے کہ مجھے تیری راہ میں جہاد کرنے سے بڑھ کر کوئی چیز زیادہ محبوب نہیں اور جہاد بھی ایک ایسی قوم سے جس نے تیرے رسولؐ کو جھٹلایا اور اسے اس کے گھر سے نکالا۔ اے اللہ! میں خیال کرتا ہوں کہ تو نے غزوہ خندق کے ذریعہ سے آئندہ ہمارے اور ان کے درمیان جنگ کا خاتمہ کردیاہے۔ اگر تو قریش کی جنگ میں سے کچھ باقی ہے تو مجھے ان کے مقابلہ کیلئے زندہ رکھنا تاکہ میں تیری راہ میں ان سے جہاد کر سکوں او راگر جنگ کا (قریباً) خاتمہ ہو چکا ہے تو پھر میری رگ خون کھول دے اور اس زخم کو میری شہادت کا ذریعہ بنا دے۔ ہاں مگر مجھے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک یہود بنی قریظہ کے فتنہ سے تو میری آنکھیں ٹھنڈی نہ کردے۔‘‘

(بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبیؐ من الاحزاب)

حضرت سعدؓ کی یہ دعا عجب شان سے قبول ہوئی اور ان کے زخم کا جاری خون بند ہوگیا۔ (ابن سعد جلد3ص 422)

رسول اللہ ﷺ کی شفقت

رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس وفاشعار صحابی کی تیمارداری کا حالت جنگ میں جس قدر خیال کیا وہ بھی قابل رشک ہے۔

جب حضرت سعدؓ زخمی ہوئے تو رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایاکہ انہیں علاج معالجہ کیلئے اسلم قبیلہ کی خاتون رفیدہ کے خیمہ میں رکھ کرتیمارداری کی جائے۔ رفیدہ نرسنگ اور مرہم پٹی کی ماہر تھیں دوسرے زخمیوں کیلئے ان کا خیمہ مسجد کے اندر نصب تھا، رسول اللہ ﷺ کی منشاء یہ تھی کہ آپ حضرت سعدؓ کا خود خیال رکھ سکیں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺان کی بیماری کے ایام میں صبح و شام اس خیمے میں تشریف لے جاتے اور ان کا حال دریافت فرماتے۔ خون روکنے کیلئے نبی کریمؐ نے عربوں میں رائج داغنے کے طریق سے بھی کام لیا جس سے خون رک کر ہاتھ کچھ پھول گیا اور پھر خون بہ پڑا۔ آپ نے دوبارہ داغا تب جا کر خون بند ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کانمونہ دیکھ کر صحابہ بھی سعدؓ کی عیادت کیلئے حاضر ہوتے تھے۔

رسول کریم ﷺ نے حضرت سعدؓ کی عیادت کے دوران ان کی حوصلہ افزائی اور تعریف بھی کی اوردعا دیتے ہوئے آپؐ نے فرمایا’’اللہ تعالیٰ قوم کے اس سردار کو بہترین جزا عطا کرے اے سعد! آپ نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا اللہ بھی آپ کے ساتھ اپنا وعدہ پورا کرے گا۔‘‘

(ابن سعد جلد 3ص 429،اسد الغابہ جلد2ص 297)

بنو قریظہ کا ثالثی فیصلہ

زمانہ جاہلیت میں قبیلہ اوس اوربنوقریظہ کے مابین ایک دوسرے کی مدد کے عہدوپیمان تھے۔مگر رسولؐاللہ کی ہجرت کے بعد تمام اہل یثرب ایک میثاق مدینہ میں شامل ہوئے۔ جس کے مطابق بیرونی دشمن کے حملے کے وقت جملہ فریق ایک دوسرے کی مدد کے پابند تھے۔ جنگ احزاب کے موقع پر بنوقریظہ نے عہد شکنی اورخیانت کرتے ہوئے کفار مکہ کا ساتھ دیا۔

جنگ احزاب سے فارغ ہوکر رسول کریمؐ نے الٰہی منشاء کے مطابق بنوقریظہ کو ان کی بدعہدی کی بازپرس کیلئے ان کے قلعوں کا محاصرہ کیا۔ اگر وہ بھی قبیلہ بنونضیر کی طرح کوئی معاہدہ صلح کرتے یا معافی کے طلب گار ہوتے تو رحمۃللعالمین ﷺ کے دربار رحمت سے امان ہی پاتے مگر انہوں نے اوس قبیلہ سے اپنے قدیم تعلقات پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنے فیصلہ کیلئے ان کے سردار حضرت سعدؓ کو بطورثالث قبول کیا۔ رسول کریمؐ نے بھی حضرت سعدؓ کی ثالثی سے اتفاق رائے کیاتوحضرت سعدؓ کو فیصلہ کیلئے بلوایاگیا۔ وہ زخمی حالت میں ہی گدھے پر سوار کرکے لائے گئے ۔رسول کریم ﷺ قوم کے اس سردار کے احترام میں خود بھی کھڑے ہوگئے اور اپنے اصحاب سے فرمایا ’’ اپنے میں سے بہتر شخص کے اعزازکیلئے کھڑے ہوجاؤ۔‘‘نبی کریم ﷺ نے حضرت سعدؓ کو بتایا کہ بنوقریظہ نے بطورثالث آپ کے فیصلہ پر آمادگی ظاہر کی ہے۔ حضرت سعدؓ نے ایک بہترین ماہر منصف کا کردارادا کرتے ہوئے پہلے بنوقریظہ سے پوچھا کہ جو فیصلہ میں اللہ کے عہد اور میثاق کے مطابق کروں گا تمہیں قبول ہوگا؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ پھر حضرت سعدؓ نے دوسری طرف اشارہ کیا جدھر نبی کریمؐ اور آپ کے اصحاب تھے کہ کیا ان سب کو بھی اللہ کے عہدومیثاق کے مطابق میرا فیصلہ منظور ہوگا۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا منظور ہوگا۔حضرت سعدؓ نے توریت کے مطابق یہ فیصلہ سنایا کہ’’ بدعہدی و بغاوت کی سزا کے طور پر بنوقریظہ کے جنگجو قتل اورعورتیں و بچے قید کئے جائیں۔‘‘رسول کریمؐ نے یہ فیصلہ سن کر فرمایا کہ بلاشبہ سعدؓ کا یہ فیصلہ اللہ کے حکم کے مطابق ہے۔

(بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی من ا لاحزاب و اسد الغابہ جلد2ص 297)

اس فیصلہ سے حضرت سعدؓ کی دعا کا وہ حصہ بھی پورا ہوگیا کہ بنوقریظہ کے فتنہ کے خاتمہ سے پہلے مجھے موت نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس فتنہ کی سرکوبی انہیں کے ہاتھ سے کروائی۔ اب حضرت سعدؓ اپنے مولیٰ سے راضی برضاواپسی کیلئے ہمہ تن تیار تھے۔

آخری سفر

فیصلہ بنوقریظہ کے بعد حضرت سعدؓ اپنے خیمہ میں ہی زیر علاج تھے کہ ایک رات اچانک زخم پھوٹ پڑااور خون بہ کر ساتھ کے خیمہ میں جانے لگا۔ انہوں نے پتہ کروایا تو معلوم ہوا کہ حضرت سعدؓ کے زخم سے خون جاری تھا۔

(بخاری کتاب المغازی)

نبی کریم ﷺکو خبر ہوئی تو اپنے وفاشعار ساتھی کو دیکھنے خودتشریف لائے۔ آپؐ نے حضرت سعدؓ کاسراپنی گود میں رکھا۔ جسم سے بہنے والا خون رسول کریمؐ پر گرنے لگا مگر آپ اس سے بے پرواہ ہوکر حضرت سعدؓ کیلئے دعائیں کر رہے تھے۔ اور یہ معلوم کرکے کہ یہ سعدؓ کا آخری وقت ہے انہیں الوداع کہہ رہے تھے۔ آپؐ نے دعا کی کہ’’اے اللہ! سعدؓ نے تیری راہ میں جہاد کیا اس نے تیرے رسول کی تصدیق کی اور اپنے اوپر عائد ہونے والی ذمہ داری ادا کی۔ پس ا س کی روح کو اس طرح قبول کرنا جس طرح کوئی بہترین روح تیرے حضور قبول کی گئی۔ گویا اس کا آخری سفر رَاضِیَۃًمَرْضِیَّۃًہو اور شایان شان استقبال ہو۔ اس دعا کے شرف قبولیت کا ذکر آگے آرہا ہے۔

حضرت سعدؓ نے اپنے آقا کے محبت بھرے دعائیہ الفاظ سنے تو عالم شوق میں آنکھیں کھولیں اور رسولؐاللہ کے چہرہ پر آخری نظریں ڈال کر عجب وارفتگی میں کہا’’اَلسَّلَامُ عَلَیکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ اَمَّا اِنِّی اَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُولُ اللّٰہِ‘‘کہ اے اللہ کے رسول!(میرے محبوب) آپ پر سلام۔بس میری تو آخری گواہی یہی ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں یہ کہا اور جان جاں آفریں کے سپرد کردی۔

(ابن سعد جلد3ص 427)

سعدؓ کی وفات کا صدمہ اور غم

حضرت ابوبکرؓ اس جاں نثار بھائی کی ناگہانی موت پر درد بھرے دکھ کا بلند آواز سے اظہار کر بیٹھے تو نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا۔ حضرت عمرؓ نے یہ دیکھ کر اِنَّا لِلّٰہِ..پڑھا کہ ہم اللہ کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں ’’اس صدمہ کے موقع پر میں ابوبکرؓ کے رونے کی آواز ،حضرت عمرؓ کے رونے کی آواز سے الگ پہچانتی تھی اور یہ سب(اصحاب رسولؐ)آپس میں بہت ہی محبت کرنے والے تھے ’’حضرت سعدؓ کاجنازہ اٹھاتو دنیا نے دیکھا کہ خدا کے رسول حضرت محمد مصطفی ﷺ اپنے اس عزیز اورمحبوب صحابی کے جنازہ کو خود کندھا دے کر گھر سے باہر لائے اور جنازہ کے جلوس کی قیادت فرمائی۔

(ابن سعد جلد 3ص 431)

بعض منافقوں نے اس موقع پر کہا کہ ہم نے سعدؓ سے زیادہ ہلکا جنازہ کسی کانہیں دیکھا۔یہ بنوقریظہ کے خلاف فیصلہ کرنے کی وجہ سے ہوگا۔ اس پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا ’’اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے فرشتے سعدؓ کے جنازہ کو اٹھا رہے تھے۔‘‘

اسی طرح حضرت عبداللہؓ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ’’سعدؓ بن معاذ کی وفات پر ستر ہزار ایسے فرشتے پہلی دفعہ زمین پر اترے جنہوں نے اس سے پہلے زمین پر قدم نہیں رکھا تھا۔‘‘

(ابن سعد جلد 3ص430،مجمع الزوائد جلد9ص 308)

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺاور آپ کے دونوں قریبی ساتھیوں حضرت ابوبکرؓ اورعمرؓ کی وفات کے بعد

مسلمانوں کیلئے سب سے بڑا صدمہ حضرت سعدؓ بن معاذ کی وفات کا تھا۔حضرت سعدؓنے عین عالم جوانی میں 37برس کی عمر میں جام شہادت نوش کیا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

(ابن سعد جلد 3ص433)

سعدؓ کا مقام و مرتبہ

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ ایک سفر حج یا عمرے سے واپسی پر ذوالحلیفہ میں حضرت اسیدؓ بن حضیر انصاری کو ان کی بیوی کی ناگہانی قتل کی اطلاع ملی تو وہ مارے غم کے منہ پر کپڑا لے کر رونے لگے میں نے ان سے کہا کہ اللہ آپ کو معاف فرمائے آپؓ رسول اللہ ﷺ کے قدیمی صحابی ہیں اور کئی نیک کاموں میں سبقت لے جانے والے ہیں۔ یہ آپ کو کیا ہوا کہ ایک عورت کی جدائی پر اتنا روتے ہیں۔اس پر انہوں نے کچھ حوصلہ پاکرجواب دیا،"آپ بالکل سچ کہتی ہیں میری عمر کی قسم!حق یہ ہے کہ حضرت سعدؓ بن معاذ کی موت کے بعد مجھے کسی کی موت پر رونا تو نہیں چاہئے۔کیونکہ رسول کریمؐ نے ان کیلئے جو فرمایا وہ کیا ہی خوب تھا کہ سعدؓ بن معاذ کی وفات پر خدا کا عرش بھی جھوم اٹھا ہے۔"

(مجمع الزوائد جلد9ص 308)

حضرت اسماءؓ بن یزید سے روایت ہے کہ جب حضرت سعدؓ بن معاذ کا جنازہ اٹھا تو ان کی والدہ کی چیخ نکل گئی رسول کریم ﷺ نے فرمایا(میں جوبات بتانے والا ہوں اس سے) "تمہارے آنسو رک جائیں گے اور تمہارا غم جاتا رہے گا۔ تمہارا بیٹا وہ پہلا شخص ہے جس کی اپنے حضور حاضری پر خدا بھی خوش ہوگیا اور عرش بھی اس (پاک روح کی آمد) پر جھوم اٹھا۔"

دوسری روایت میں ہے کہ" رحمان خدا کا عرش اللہ کے نیک بندے سعدؓ کی وفات پر خوشی سے جھوم اٹھا تھا۔"

(ابن سعد جلد 3ص434،مستدرک حاکم جلد3ص 206)

رسول کریم ﷺ سے حضرت جبرائیلؑ نے پوچھا کہ آج رات آپ کی امت میں کسی نے سفر آخرت اختیار کیا جو آسمان کے لوگ بھی اس پر خوش ہوئے ۔دوسری روایت میں ہے "فرشتے سعدؓ کی سعید روح کو پاکر خوش ہوگئے۔"

(ابن سعد جلد3ص423،ابن ہشام جلد3ص 271)

حضرت سعدؓ کی اللہ سے ملاقات کی محبت میں عرش جھوم اٹھا۔ رسول اللہ ﷺ سعدؓ کی قبر میں اترے تو کچھ دیر اس میں ٹھہرے اورپہلے سبحان اللہ اور پھر الحمدللہ کہا۔ پوچھنے پر فرمایا کہ "سعدؓ پر قبر میں تنگی ہونے لگی تو میں نے اللہ سے دعا کی کہ وہ اس سے یہ حالت دور کردے۔چنانچہ اسے کشادہ کر دیا گیا۔"

(ابن ہشام جلد3ص 272،مستدرک حاکم جلد3ص 206)

رسول اللہ ﷺ کے دل پر کافی عرصہ تک اپنے اس وفا شعار ساتھی کا صدمہ تازہ رہا۔ہر اہم کامیابی اور موڑ پر آپ سعدؓ کو یاد کرتے رہے۔ کئی سال بعد شاہ اکیدرومہ نے رسولؐ اللہ کی خدمت میں کچھ ریشمی جبے بطور تحفہ بھجوائے ۔رسول اللہ ﷺ نے زیب تن فرمائے۔ صحابہ کرامؓ نے بہت تعجب سے ان کو دیکھا اور تعریف کی۔ رسول کریمؐ نے فرمایا کہ "تمہیں یہ جبے بہت اچھے لگ رہے ہیں؟ خدا کی قسم جنت میں سعدؓ بن معاذ کے ریشمی رومال اس سے کہیں بہتر ہیں۔"

(مجمع الزوائد جلد9ص 310)

الفضل کی ضرورت اور خریداری کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ کے ارشادات

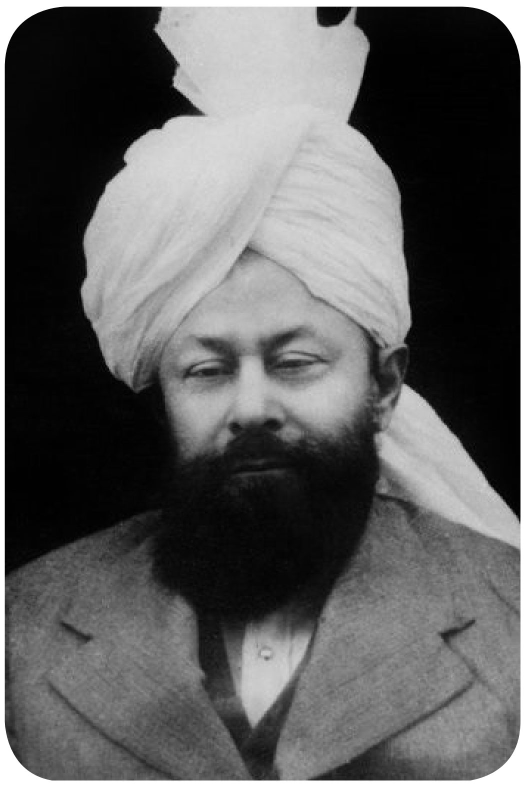

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

"مجھے افسوس ہے کہ ہماری جماعت کےاخبارپوری طرح ترقی نہیں کر رہے۔ مثلاً الفضل ہے۔ چھ سال سے اس کی تعداد پندرہ سو اور اڑھائی ہزار کے درمیان چلی آتی ہے۔ حالانکہ چاہئے یہ تھا کہ جس طرح جماعت بڑھتی ہے اخبار بھی بڑھتا۔ مگر جب کہ جماعت دوگنی ہوگئی ہے،اخبار کی تعداد اتنی ہی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو دوست اخبار خرید سکتے ہیں وہ نہیں خریدتے اور وہ جو غریب ہیں وہ مل کر نہیں خریدتے جو افراد الگ الگ نہیں خرید سکتے وہ مل کر خرید لیں۔ اس طرح اخبار کی اشاعت تین چار ہزار تک چند ماہ میں ہو سکتی ہے۔ الفضل کے علاوہ "نور" اور "فاروق" ہیں۔ شاید کوئی تحریک اتنی ناکام نہ ہوئی ہو گی جتنی ان کی اشاعت کے متعلق تحریک ہوئی ہے۔ مگر میں بھی نہیں تھکتا۔شاید کوئی سال"نور" اور"فاروق"کیلئے بھی اچھا آجائےاور ان کی اشاعت ترقی کر جائے۔یہ کام کے اخبار ہیں اور اچھا کام کر رہے ہیں۔

پھر ایک کتاب ہماری نماز ہے۔ یہ بچوں کیلئے مفید ہے۔ ایک کتاب تفہیماتِ ربانیہ ابو العطاء مولوی اللہ دتاکی لکھی ہوئی ہے۔ میں نے اسے دیکھا نہیں۔کہتے ہیں اچھی ہے۔ مولوی اللہ دتا ہونہار نوجوان ہیں اور اچھا لکھنے والے ہیں۔ یہ کتاب بھی مفید ہوگی۔ ایک اہم کتاب مسلمانانِ کشمیر اور ڈوگرہ راج ہے۔ باوجود اس کے کہ جلسہ کے موقع کی علمی تقریر کے نوٹ لکھنے کا مجھے پہلے موقع نہ ملا تھا اور 25 دسمبر کی رات کو میں نے نوٹ لکھنے شروع کئے۔ مگر جب میں نے اس پر نظر ڈالی تو اسے پڑھنے لگ گیا۔ یہ اچھی لکھی گئی ہے۔ گو کسی کسی جگہ بُزدلی دکھائی گئی ہے یعنی کشمیر کمیٹی کے ساتھ اور لیڈروں کا بھی ذکر کیا گیا ہے تاکہ احراری ناراض نہ ہوں۔ یہ کتاب بھی بہت مفید ہے۔

روزانہ اخبار کی ضرورت

احباب اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ روزانہ اخبار ہونا چاہئے تاکہ سیاسی اور ملکی معاملات کے متعلق جماعت کی پالیسی عمدگی سے ظاہر ہوتی رہے۔ ایسا اخبار اپنی جماعت کے لوگوں کے علاوہ دوسرے بھی جو ہمدردی رکھتے ہیں ،خریدیں گے۔ میں سمجھتا ہوں مخالفت کے موجودہ طوفان میں ایسے اخبار کی ضرورت ہے۔ مگر سوال روپیہ کا ہے۔ روزانہ اخبار جاری کرنے کے لئے کم از کم دس ہزار روپیہ کی ضرورت ہے۔ میں اس فکر میں ہوں کہ سو پچاس دوست ایسے ہوں جو یہ روپیہ مہیا کر سکیں تو اخبار جاری کر دیا جائے۔ لیکن جب تک ہم ایسا اخبار جاری کریں، انگریزی اخبارات کی امداد ضروری ہے۔ ہماری طرف سے انگریزی اخبار سن رائز ہے۔ احباب اُسے خریدیں۔ انگریزی کے دو روزانہ اخبار مسلم آؤٹ لک اور ایسٹرن ٹائمز لاہور سے نکلتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ ان کی پالیسی بھی سلجھی ہوئی ہے ان میں اگر کوئی نوٹ ہمارے خلاف بھی نکل جائے تو اس کا خیال نہیں کرنا چاہئے۔ عام طور پر ان کی پالیسی اچھی ہے۔ جو دوست انگریزی پڑھتے ہوں اور اخباروں سے دلچسپی رکھتے ہوں،ان سے میں ان اخباروں کے خریدنے کی سفارش کروں گا اور مفید تجویز یہ ہے کہ ان کی ایجنسیاں کھلوا دی جائیں۔اس طرح اخبار یں بیچنے والوں کیلئے بھی کام نکل آئے گا۔"

(بعض ضروری امور،انوارالعلوم جلد12ص410)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

"مذہبی طور پر، میں یہ کہنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ مذہبی روح کے لئے سلسلہ کا لٹریچر نہایت ضروری چیزہے مگر افسوس کہ جماعت کی عدم توجہی کی وجہ سے لٹریچراتنا شائع نہیں ہو تا جتنا ہونا چاہئے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی کئی کتابیں ایسی ہیں کہ جن کے اس وقت تک صرف ایک ایک یا دو دو ایڈیشن شائع ہوئے ہیں۔ یہ خطرناک علامت ہے۔ دوستوں کو چاہئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی کتب خصوصیت سے زیادہ پڑھا کریں اور بکثرت اپنے گھروں میں رکھیں یہ ان کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے نہایت قیمتی خزانہ ہے۔پھر سلسلہ کے اخبارات بھی خریدنے چاہئیں۔"الفضل"کی پندرہ سال قبل جتنی اشاعت تھی اتنی ہی اب بھی ہے حالانکہ پچھلے دس سال کے متعلق ہمارا اندازہ نہیں بلکہ گورنمنٹ کی رپورٹ کہتی ہے کہ جماعت دوگنی ہو گئی ہے۔ مگر الفضل کی اشاعت اتنی ہی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت نے الفضل کے متعلق اپنی ذمہ داری کو محسوس نہیں کیا۔ مذہب کو قائم رکھنے کے لئے مذہبی روح کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور سلسلہ کے لٹریچر سے پیدا ہو سکتی ہے۔ احباب اسے پڑھا کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو اپنے فضلوں کا وارث بنائے اور اپنی ذمہ داری کو سمجھنے کی توفیق دے۔"

(بعض اہم اورضروری امور،انوارالعلوم جلد12ص608)

DAILY ALFAZL LONDON (Online Edition)
ANDROID APP ON Google Play
web: www.alfazlonline.org Twitter: @alfazlonline
Email: info@alfazlonline.org WhatsApp No. 00447493785065 00447951614020
اپنے مضامین،آرٹیکلز، نظمیں اور آراء ان میں سے ایک پر بھجوائیں

واصل محمود

ٹیلیویژن۔ایجاد سے LCD اور LED تک

اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل کی نعمت عطا کی۔ اس نعمت کو استعمال کرتے ہوئے انسان اپنی زندگی کو آسان اور آرام دہ بنانے کے لئے ایجادات کرتا چلا آیاہے۔کچھ چیزیں تو حادثاتی طور پر ایجاد ہوئی ہیں جیسے پہیہ اور مائیکروویو اوون وغیرہ۔لیکن زیادہ تر چیزیں جو دور حاضر کی ترقی کا راز ہیں وہ انسان نے خود''ضرورت ایجاد کی ماں'' کے تحت ایجاد کی ہیں۔ شروع میں جب انسانی آبادی کم تھی تو وہ ایک ہی جگہ پر رہتا تھا لیکن آبادی میں مسلسل اضافہ کی وجہ سے خوراک اور رہائش کی تلاش میں انسان زمین کے مختلف حصوں میں آباد ہوتا گیا۔جس کے نتیجہ میں ایک دوسرے سے رابطہ کرنا اور حالات سے واقفیت حاصل کرنامشکل ہوگیا۔ بعدازیں ڈاک کے نظام نے کچھ حد تک تو اس مشکل کو آسان کیا تاہم اس طریقہ سے ایک جگہ سے دوسری جگہ پیغام پہنچانے میں کافی وقت لگ جاتا تھا۔

انیسویں صدی میں ٹیلی فون اور ریڈیو کی ایجاد نے ذرائع ابلاغ کو ایک نیا رنگ دیا۔جس کی وجہ سے ایک مقام سے دوسرے مقام تک آواز کو پہنچانا ممکن ہوگیا۔ اسی دور میں سکاٹ لینڈ کے ایک سائنس دان جان لوئی بیرڈ (Jhon Logie Baired)نے آواز کے ساتھ تصویر کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے کا تجربہ کیا۔ جس کے نتیجہ میں ٹیلی ویژن کی ایجاد ہوئی۔

یہ داستان کچھ اس طرح سے ہے کہ ایک دن وہ سمندر کے کنارے ٹہل رہا تھا کہ اس کے کانوں میں گانے کی آواز آئی۔اس نے حیران ہوکر ادھر اُدھر دیکھا تو پتا چلا کہ ایک ہوٹل میں ریڈیو بج رہا ہے۔ اس نے سوچا کہ ہوا کی لہروں پر آواز کتنی دور چلی جاتی ہے! کیا ان لہروں پر تصویر ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں جاسکتی؟اسے فوٹو گرافی کا شوق تھا اور وہ کئی مرتبہ تصویروں اور بجلی کے تاروں پر تجربہ کر چکا تھا۔ اس نے ارادہ کر لیا کہ وہ ہوا کی لہروں پر تصویریں بھیج کر رہے گا۔ اس نے اسی دن ایک صندوق، کپڑے سینے کی چند سوئیاں،بسکٹوں کا ایک ڈبا، سائیکل کے لیمپ کا شیشہ،کچھ بیٹریاں، بجلی کے تار اور بہت سا موم اکھٹا کیا۔اس کے بعد بجلی سے چلنے والی ایک پرانی موٹر خریدی اور اس سامان کو لے کر ایک کمرے میں بند ہوگیا۔ ایک عرصہ تک وہ دن رات اسی کمرے میں تجربے کرتا رہا۔ اس کے سامنے ایک پردہ لگا ہوا تھا۔آخر ایک دن اس پردے پر تصویر آگئی لیکن وہ کچھ زیادہ صاف نہ تھی۔ اس پر بیرڈ نے زیادہ تیز روشنی استعمال کرنے کا سوچا، اس نے ایک ہزار بیٹریاں ایک ساتھ رکھ دیں اور کئی دنوں کی محنت کے بعد آخر پردے پر صاف تصویریں لانے میں وہ کامیاب ہوگیا۔ اب بیرڈ نے کئی مشہور سائنس دانوں کو اپنا یہ کارنامہ دکھایا۔یہ سائنس دان بھی ٹیلی وژن ایجاد کرنے کی فکر میں تھے۔ انہوں نے بیرڈ سے کہا کہ تم نے میدان مار لیا۔ اگلے ہی دن برطانیہ کے تمام اخبارات میں بیرڈ کی حیرت انگیز ایجاد کا حال چھپ گیا۔ یہ 1926ء کی بات ہے۔

30 دسمبر 1929ء کو بی بی سی لندن نے ٹیلیویژن کا جو پہلا پروگرام پیش کیا۔اس میں بیرڈ کا ہی طریقہ استعمال کیا گیا تھا۔اس کے بعد بہت سے سائنس دانوں نے ٹیلی ویژن میں اصلاحیں کیں اور بیرڈ کے طریقے سے ہٹ کر دوسرے طریقے ایجاد کئے۔ لیکن ٹیلی ویژن کا بانی بیرڈکو ہی مانا جاتا ہے۔

ٹیلی ویژن دولفظوں کے مجموعہ سے بنا ہے۔ ٹیلی یونانی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب''دور یا بعید'' ہے جبکہ ویژن انگریزی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ''نظر یا دیکھنا'' ہے۔یوں ٹیلی ویژن کا معنی یہ ہوا کہ ایسی چیز جس کی مدد سے ہم دور کی چیزیں دیکھ سکیں۔ ٹیلی ویژن ایک ایسا آلہ ہے جس کی مدد سے کسی سٹوڈیو یا کسی جگہ کا پروگرام ہم اپنے گھر پر انٹینا، کیبل یا ڈش کے ذریعہ سے دیکھ سکتے ہیں۔ ٹیلی ویژن پر دیکھے جانے والے پروگرام پہلے ایک ٹیلی ویژن سٹیشن سے بذریعہ بوسٹریاسیٹلائٹ نشر کئے جاتے ہیں۔ ٹیلی ویژن پر انہیں دیکھنے کیلئے ہم اینالاگ انٹینا یا ڈش کا استعمال کرتے ہیں یا ہمارے کیبل آپریٹر انہیں بذریعہ کیبل ہمارے گھروں تک پہنچاتے ہیں۔

1926ء میں ایجاد ہونے والے بیرڈ کے مکینیکل ٹیلی ویژن کے بعد الیکٹرانک ٹیلیویژن ایجاد ہوا جس میں چرخی،موٹر اور دوسرے پرزوں کی جگہ کیتھوڈ ٹیوب استعمال کی جانے لگی۔یہ ٹیلیویژن بھی بلیک اینڈ وائٹ تھا۔1953ءمیں پہلا کلر ٹی وی متعارف کروایا گیا۔ الماری کے سائز سے شروع ہونے والا یہ ٹیلی ویژن آخر پلازما ٹیلی ویژن کی صورت اختیار کرگیا۔جس کی موٹائی بہت کم ہوتی ہے اور ہموار سکرین ہوتی ہے۔ جبکہ عام ٹیلی ویژن میں سکرین میں گولائی پائی جاتی ہے۔ ٹیلی ویژن کی تاریخ میں سب سے اہم تبدیلی ایل سی ڈی (LCD) ٹی وی کی ایجاد سے آئی۔ یہ Liquid crystal displayکا مخفف ہے۔یہ عام ٹی وی کی نسبت کم بجلی استعمال کرتی ہے۔ایل سی ڈی دو قسم کے ٹی وی پر مشتمل ہے ۔ ایک جس میں fluorescentاستعمال کئے جاتے ہیں اور دوسرا جس میں LEDs استعمال کئے جاتے ہیں۔جسے LED TV کہتے ہیں ۔یہ Light-emitting diode کا مخفف ہے۔ یہLCDکی نسبت کم بجلی استعمال کرتا ہے۔ٹی وی میں اس وقت سب سے نئی دریافت OLED کی ہے جو LCD کی نسبت زیادہ باریک اور ہلکی ہوتی ہے۔یہ کلرز کو زیادہ صحیح انداز میں پیش کرسکتی ہے۔ LCD کی نسبت اس میں کسی بھی زاویہ سے دیکھنے پر اس کے کلرز میں فرق نہیں آتا۔البتہ یہ ٹیکنالوجی اس وقت مہنگی اور کمیاب ہے۔

PIXELS

ایک اہم سوال ٹی وی کا خیال آنے پر جو ابھرتا ہے وہ Pix-els کا ہے۔ ٹی وی پر نظر آنے والی تصویر دراصل مربع شکل کے ڈبوں سے مل کر بنی ہوتی ہے۔ ہر ڈبہ ایک Pixel کہلاتا ہے۔جتنے زیادہ ڈبوں پر تصویر مشتمل ہوگی اتنی ہی وہ اچھی دکھائی دے گی۔البتہ تصویر کی خوبصورتی کا دارومدار سکرین کے سائز پر بھی ہوتا ہے۔ اگر تھوڑے pixels والی تصویر چھوٹی سکرین پر دیکھی جائے تو وہ خوبصورت ہی دکھائی دے گی۔ تاہم تھوڑے Pixels والی تصویر بڑی سکرین پر اچھی دکھائی نہیں دے گی۔ یہ pixels عمودی اور ترچھی لائنوں میں ہوتے ہیں اور ان کی یہ شرح Resolution کہلاتی ہے۔

بقیہ از صفحہ 1 وفات مکرمہ شوکت گوہر

خدمات سلسلہ کے مواقع میسّر آئے اور بزرگ خواتین کی رفاقت اور رہنمائی نصیب ہوئی۔ربوہ میں رہائش پذیر ہونے کے ساتھ ہی آپ کو دارالصدر شرقی الف کی صدر لجنہ اماء اللہ مقرر کر دیا گیا۔ باوجود اس کے کہ اس عہدہ کے لئے آپ کی عمر چھوٹی تھی اور محلہ میں بزرگ خواتین بھی تھیں، لیکن آپ نے بہت منظم طریق پر بطور صدر لجنہ محلہ کے امور سر انجام دیئے۔مختلف گروپس بنا کر کام کا آغاز کیا اور بہت تھوڑے عرصہ میں آپ کا محلہ ربوہ کے بہترین محلوں میں گنا جانے لگا۔

مرحومہ کی نماز جنازہ مورخہ 7جنوری 2020ء بروز منگل مسجد مبارک میں بعد نماز ظہر ادا کی جائے گی۔

مرحومہ کی لجنہ اماءاللہ میں فقید المثال خدمات کی تفصیل اور دیگر حالات آئندہ خبر میں بیان کئے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ سے مغفرت فرماتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔آمین